۱۵

# ہمارے سپرد عظیم الشان کام کیا گیا ہے

(فرمودہ ۲۶ - مئی ۱۹۳۳ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض حکمتوں کے ماتحت جو ہمارے فہم اور ادراک سے بالا ہیں، جماعت احمدیہ کو ایک ایسے کام کیلئے چُنا ہے جسکی عظمت اور بڑائی کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات بالکل ناممکن نظر آتی ہے کہ اعدادوشمار کے لحاظ سے ایسی کمزور جماعت، مال اور دولت کے لحاظ سے ایسی کمزور جماعت، علم اور تجربہ کے لحاظ سے ایسی کمزور جماعت، اخلاق اور تربیت کے لحاظ سے ایسی کمزور جماعت، اس کام کے دسویں بلکہ ہزارویں حصہ کو بھی کرنے کی اہلیت رکھتی ہے- یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ باوجود تمام سامانوں کے فقدان کے، باوجود ہر قسم کے مخالف ذرائع کی موجودگی کے کہ ان میں سے بعض ہمارے اپنے ہاتھوں کے پیدا کردہ ہیں اور بعض حالات زمانہ کے اور بعض ہمارے دشمنوں کے پیدا کئے ہوئے ہیں، پھر بھی ہماری جماعت ترقی کرتی جاتی ہے- لیکن ایسا صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو رہا ہے- انسانی عقل اور انسانی فہم ان باتوں کو سمجھنے سے بالکل قاصر ہے- جب ہماری کوتاہیوں کے باوجود جماعت اس رنگ میں ترقی کر رہی ہے جو حیرت انگیز ہے تو اگر ہمارے دوست اپنے آپ کو فرداً فرداً اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مستحق بنالیں، تو پھر یہ ترقی کتنی شاندار، کتنی سریع السیر اور کتنی زُود رفتار ہو گی- اس کا اندازہ بھی انسانی ذہن نہیں لگا سکتا-

ابھی تک ایک کثیر جماعت ہمارے احباب کی ست، غافل، بے پرواہ اور اپنے فرائض

سے ناواقف ہے۔ ان ذرائع سے تہی دست ہے جو مذاہب کو بڑھانے والے ہوتے ہیں وہ سوزو گداز' وہ گریہ وزاری' وہ گرم گرم بہنے والے آنسو' وہ انکسار جو انسان کے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اُسے خدا تعالیٰ کی رحمت' اس کی رأفت اور اس کے منّ واحسان کے سامنے لے جا کر پھینک دیا کرتا ہے' ابھی ہماری جماعت کے بہت سے افراد میں سے مفقود ہے۔ ہم میں سے ایک بڑے حصہ کے دن اور راتیں ایک سے ہیں۔ ان کے نہ دن بیداری میں کٹتے ہیں اور نہ راتیں بیداری میں گزرتی ہیں۔ اگر راتوں کو ان کے جسم بے جان مُردے کی طرح چارپائی پر پڑے رہتے ہیں تو دن کو ان کی روح غفلت کے پردوں میں لپٹی ہوئی' صبح سے شام تک کا وقت گزار دیتی ہے۔ ہم ان کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ ان کی راتیں بھی دن ہو گئی ہیں بلکہ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان کے دن بھی راتیں بن گئے ہیں۔ دعاؤں کی وہ رغبت جو انسان کے اندر ایک ایسا ولولہ پیدا کردیتی ہے جو اسے نچلا بیٹھنے نہیں دیتا بلکہ حرکت پر مجبور کرتا ہے' وہ ابھی بہت سے افراد میں نہیں پایا جاتا۔ اپنے نفس کا وہ مطالعہ جو انسان کو تسبیح پر مجبور کردیتاہے' نعمائے الٰہی پر وہ گہرا غور جو تحمید اور تقدیس کے کلمات خودبخود جاری کردیتا ہے' محمد رسول اللہ ﷺ کے احسانات کا وہ عظیم الشان احساس جو بے خبری میں بھی زبان پر درود جاری کر دیتا ہے' ابھی تک بہت کم لوگوں میں پایا جاتاہے۔

غرض وہ حالت جس کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ[1] وہ کم لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ ہمیں یہ تعلیم دی گئی تھی کہ دنیا میں ہوتے ہوئے بھی خدا کے ہوکر رہو ہمیں یہ کہا گیا تھا کہ یہ دین نہیں ہے کہ دنیا کو چھوڑ دو۔ کیونکہ جو شخص مواقع فِتن سے بھاگ کر علیحدہ کھڑا ہوجاتا ہے' وہ بُزدل ہوتا ہے جس کی آنکھیں نہ ہوں وہ اگر کہے کہ میں بدنظری سے بچنے والا ہوں تو وہ جھوٹا ہے۔ بہرا اگر کہے کہ میں کسی کی غیبت نہیں سنتا تو اس کی کوئی خوبی نہیں۔ جس کی زبان کاٹی گئی ہو وہ اگر کہے کہ میں کسی کو گالیاں نہیں دیتا تو کوئی اس کی تعریف نہیں کرے گا۔ ہمیں کہا گیا تھا کہ دنیا میں رہتے اور لوگوں سے ملتے ہوئے اگر دلوں کو صاف رکھو گے اور کسی وقت اور کسی حالت میں خدا سے غافل نہ رہو گے' تب متقی کہلاؤ گے۔ ہمارے بہت سے دوستوں نے اس کے ایک حصہ پر عمل کیا مگر دوسرے پر نہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں حکم ہے کہ دنیا سے انقطاع نہ کرو' اِس لئے ہم اس کی طرف جاتے ہیں۔ مگر وہ دوسرے حصہ کو بھول

گئے کہ دنیا میں ہوتے ہوئے بھی اس سے علیحدہ رہو۔ انہیں کہا گیا تھا کہ دنیا میں جاؤ اور تیل مل کر جاؤ تا جس طرح چکنے گھڑے پر پانی نہیں ٹھہرتا' اِسی طرح دنیوی کششوں کے پانی کی تیز دھار بیشک تم پر گرے مگر تم پر کوئی اثر نہ کرے۔ لیکن ہمارے بعض دوستوں کی مثال اُس عورت کی سی ہے جو ہرروز اٹھ کر سحری کھاتی مگر روزہ نہ رکھتی تھی۔ ایک دن اس کی مالکہ نے اسے کہا کہ سحری کے وقت ہم تم سے کوئی کام تو لیتے نہیں' اگر تمہیں روزہ نہیں رکھنا ہوتا تو اُٹھنے کا کیافائدہ۔ اس نے جواب دیا کہ بی بی! میں نماز نہ پڑھوں' روزہ نہ رکھوں' سحری بھی نہ کھاؤں تو کافر ہوجاؤں۔ وہی مثال ہم میں سے بعض کی ہے۔ وہ حصہ جو ان کے مفیدِ مطلب ہے' اسے تو لے لیتے ہیں لیکن جس میں ان کو قربانی کرنی پڑتی ہے اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ انہیں یہ تو یاد رہ جاتا ہے کہ آقا نے کہا تھا کہ جاؤ دنیا میں رہو اور دنیوی معاملات میں حصہ لو مگر یہ بھول جاتا ہے کہ یہ بھی کہا تھا کہ خبردار! تمہارا دل دنیا میں نہ پھنسے۔ گویا اتنا یاد رہا کہ دنیا کی نعمتیں خداتعالیٰ نے انسان کیلئے پیدا کی ہیں مگر یہ یاد نہیں کہ ان کے آقا نے یہ بھی کہا تھا کہ انسان کا دل صرف خدا کیلئے ہے۔

مجھے یاد ہے ایک دفعہ جبکہ مَیں سکول میں پڑھتا تھا' ایک طالب علم جو بہت مخلص تھا' اب فوت ہوچکا ہے اللہ تعالیٰ مغفرت کرے۔ وہ ایک دن ایسے ذوق سے ریوڑیاں کھارہا تھا کہ جس میں حرص کا رنگ پایا جاتا تھا۔ اس بات نے میرے دل پر اثر کیا اور اُس عمر کے مطابق میں نے سمجھا کہ شاید اس لئے اس قدر جلدی جلدی کھارہا ہے تا دوسرے لڑکے آکر شامل نہ ہوجائیں۔ اس پر مجھے تعجب ہوا اور میں نے پوچھا کہ اِس قدر جلدی کیا ہے؟ اس نے جواب دیا سنا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ریوڑیاں بہت پسند ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک دوائی اِیسٹرن سیرپ کا بھی استعمال کیا کرتے تھے جو بہت کڑوی ہوتی ہے۔ میں نے کہا آپ صرف ریوڑیاں ہی نہیں کھاتے بلکہ اِیسٹرن سیرپ کو بھی پسند فرماتے ہیں' آپ بھی کیوں نہیں استعمال کرتے۔

غرض ہماری جماعت کا ایک حصہ اُس چیز کو تو لے لیتا ہے جو میٹھا ہے۔ وہ جب سنتا ہے کہ عیسائیت نے رہبانیت کی تعلیم دی ہے تو قرآن کریم اور سلسلہ احمدیہ کی کتب کو ہاتھ میں لے کر کہتا ہے کہ رہبانیت کے مقابلہ میں یہ کیا ہی اچھی تعلیم پیش کرتی ہیں۔ جب ہندو مذہب کے ماننے والے اس کے سامنے اپنے بزرگوں کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ کس طرح سالہاسال اُلٹے

لٹکے رہتے' سردیوں میں ٹھنڈے پانی میں کھڑے رہتے اور گرمیوں میں آگ کے سامنے بیٹھے رہتے' پھر سورج کی طرف دیکھتے رہتے' تو ہمارا وہ حصہ مسکراتے ہوئے سرمارتا ہے اور کہتا ہے یہ اسلام کی فوقیت ہے کہ وہ ایسی باتوں سے منع کرتا ہے۔ اور ہمارے مذہب نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو ردّ کرنے سے روکا ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے۔ اَمَّابِنِعۡمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثۡ [۲] یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو استعمال کرو۔ وہ یہ تو کہتے ہیں مگر ان کو دوسری آیتیں بھول جاتی ہیں کہ خداتعالیٰ کے مقابلہ میں تمہاری جانیں' تمہارے مال' بیوی بچے' ماں باپ' بھائی بہن' دوست عزیز سب ہیچ ہیں۔ اگر ان کی محبت تمہیں خدا اور رسول اور دین کے مقابلہ میں کچھ بھی وزن رکھتی معلوم ہو تو تم کسی کام کے نہیں۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کی جان ومال کو جنت کے عوض خرید لیا ہے۔ وہ بھول جاتے ہیں کہ قرآن مجید میں آتا ہے۔ اَفَتُؤۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡكِتَابِ وَ تَكۡفُرُوۡنَ بِبَعۡضٍ [۳] یعنی کیا تم ایک حصہ کو قابلِ عمل سمجھتے ہو اور دوسرے کو ترک کردیتے ہو' یہ کون سی قربانی ہے' کون سی فدائیت ہے جو ہم سے آدھا حصہ چھڑادیتی ہے اور صرف آدھا منواتی ہے۔ اور آدھا حصہ بھی وہ جو میٹھا ہے۔ جب تک ہماری جماعت میں یہ بیداری نہ پیدا ہوجائے اس وقت تک وہ کامیاب نہیں ہوسکتی۔ اس کیلئے کسی بڑے علم کی ضرورت نہیں۔ کئی نادان سمجھتے ہیں ہم پڑھے ہوئے نہیں ہم ان باتوں کو کہاں سمجھ سکتے ہیں۔ حالانکہ ہمارا دین صرف پڑھے ہوئے لوگوں کیلئے نہیں بلکہ وہ ہر عالم و جاہل کیلئے ہے۔ بالکل موٹے اصول ہیں' سیدھی سادی باتیں ہیں۔ خدا کو ایک قرار دینا یعنی اس کے مقابل پر ہر چیز کو ہیچ سمجھنا۔ محمد ﷺ کو رسول ماننا۔ یعنی یہ سمجھنا کہ تمام نیکیاں صرف آپ کے ذریعہ حاصل ہوسکتی ہیں۔ اس کیلئے کون سے علم کی ضرورت ہے۔ کبھی کسی نے اس امر کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ کوئی اسے بتائے کہ اسے خدا سے زیادہ محبت ہے یا بیوی بچوں سے۔ وہ خدا کیلئے زیادہ وقت صرف کرتا ہے یا اپنے اور اپنے بیوی بچوں کیلئے ہر جاہل سے جاہل انسان محسوس کرسکتا ہے۔ کیا کوئی ایسا بھی انسان ہے جو کہے کہ مجھے کوئی بتائے میں اپنی بیوی سے زیادہ محبت کرتا ہوں یا غیر عورت سے۔ مجھے بتایا جائے کہ مجھے اپنے بیٹے سے زیادہ محبت ہے یا ہمسائے کے بیٹے سے۔ اگر آج تک کسی نے یہ باتیں کسی عالم سے دریافت کی ہوں تو میں کہتا ہوں وہ حقدار ہے کہ کہے کہ لَآاِلٰهَ کے معنی میری سمجھ میں نہیں آتے کوئی مجھے سمجھائے۔ اگر وہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ بیٹا زیادہ پیارا ہے یا ہمسائے کا بچہ' تو کیا وہ

یہ معلوم نہیں کرسکتا کہ اسے خدا زیادہ پیارا ہے یا اپنے بیوی بچے۔ لَآ اِلٰہَ کے معنے یہ ہیں کہ خدا کے مقابلہ میں وہ کسی چیز کو کوئی وقعت نہیں دیتا۔ صرف زبان کا اقرار کچھ نہیں' زبان سے جھوٹ موٹ کہنا کوئی خوبی نہیں' اس میں تو ایک دیہاتی زیادہ ہنرمند ہوتا ہے۔ ایک تحصیلدار یا گرداور یا کوئی اور افسر آکر اسے ایک کام کہتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ ہاں جی آپ سے ہمیں کون عزیز ہے' ضرور کام کردیا جائے گا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہوتا ہے کہ اگر مقابلہ کا وقت آئے اور اس کے کسی بچہ یا رشتہ دار کے مقابلہ میں ایک ڈپٹی کی جان آجائے تو وہ اس کی کوئی پرواہ نہ کرے گا اور اپنے بچہ کو بچانے کی کوشش کرے گا۔ اسی طرح ان لوگوں کا حال ہے۔ زبان سے تو کہتے ہیں مگر بیوی بچوں کے مقابلہ میں' اپنے نفس کے مقابلہ میں خداتعالیٰ کی بات کو ترجیح نہیں دیں گے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ انہیں لَآ اِلٰہَ پر ایمان نہیں۔ اس میں کون سی باریک بات ہے جو سمجھ میں نہیں آسکتی۔ یہ چیز ہے جس کی ہمیں ضرورت ہے۔ اور جب تک یہ خیال رہے گا کہ اس کیلئے علم کی ضرورت ہے' یہ حاصل نہ ہوسکے گی۔ وہ جو یہ کہتا ہے کہ ہم دین کو بغیر علم کے نہیں سیکھ سکتے' وہ دنیا کو گمراہ کرنے والا ہے۔ علم کے اور فوائد ہیں مگر دین انسان کی فطرت میں ہے۔ قرآن کریم جس طرح ظاہری صورت میں ہے' اسی طرح انسان کے دل پر بھی لکھا ہوا ہے اور کوئی بات نہیں جو باہر سے کسی سے سیکھنی پڑے۔

پس ضروری ہے کہ ہماری جماعت میں وہ تبدیلی پیدا ہو جس کے ساتھ خداتعالیٰ کی نصرت حاصل ہوتی رہے۔ لیکن اگر دین یہیں تک رہے کہ لوگ خطبے سننے کیلئے آجائیں تو یہ کوئی فائدہ مند چیز نہیں۔ خطبوں میں تو غیراحمدی بھی بکثرت آجاتے ہیں۔ لیکن اگر سن کر اور کپڑے جھاڑ کر چلے گئے اور کسی بات پر عمل نہ کیا تو آنے سے کیا فائدہ۔ ہمیں کہا تو یہ گیا تھا کہ دنیا میں جاؤ مگر چکنے گھڑے کی طرح رہو۔ لیکن ہم میں سے بعض دنیا میں ایسے دھنس گئے کہ دین کی مجلسوں کیلئے چکنے گھڑے ہوگئے۔ پس جب تک ہر احمدی کو خواہ وہ عالم ہو یا جاہل' امیر ہو یا غریب' بڑا ہو یا چھوٹا یہ محسوس نہیں ہوتا کہ دین کا سمجھنا مشکل نہیں' اسلام کا وہ ایسا ہی مخاطب ہے جیسے محمد مصطفیٰ ﷺ' جب تک اس کے اندر ایسی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کی محبت سب محبتوں پر غالب ہو' اُس وقت تک اللہ تعالیٰ کے وہ خاص فضل نازل نہیں ہوسکتے جن کے بغیر یہ کام جو ہمارے سپرد کیا گیا ہے' اس کا ہونا مشکل ہے۔ یہ تبدیلی کرو پھر دیکھو تمہاری روح میں کتنی تاثیر پیدا ہوجاتی ہے۔ دوسرے تمہاری باتوں کو کس شوق سے

سنتے اور مانتے ہیں۔ تبلیغ کا کام کس قدر آسان ہوجاتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ ۲؎ - یعنی انہیں عبادت سے خالی نہ رکھو' خود عبادت کرو اور بیوی بچوں کو اس کیلئے نصیحت کرو۔ میں نے پچھلے سال نصیحت کی تھی کہ ہماری جماعت کے دوست کم سے کم جمعہ کی رات کو تہجد پڑھنے کی عادت ضرور ڈالیں۔ اُن دنوں اس کا چرچا رہا لیکن اب جو میں نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ پھر سُستی پیدا ہوگئی ہے۔ ہزاروں نے اُس وقت تہجد شروع کردی تھی بلکہ کئی نے تو دوسرے ایام میں بھی شروع کردی' مگر پھر بھول کر اُسی جگہ آگئے جہاں سے چلے تھے۔ اُن کی مثال اس کمزور جانور کی سی ہے جسے جب تک کہ اس کا آقا ہانکتا رہے وہ چلتا رہتا ہے اور جب چھوڑ دے تو کھڑا ہوجاتا ہے۔ اِسی طرح جب تک ان کو ہانکا جائے' چلتے ہیں اور جب چھوڑ دیا جائے کھڑے ہوجاتے ہیں اور نہیں جانتے کہ ایسی نیکیوں کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا' اِن کا ثواب تو ہانکنے والے کو ملے گا۔ جو جانور ہانکنے سے چلے وہ اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ ایسے آدمیوں کی نیکیاں تو اُس کی ہیں جس نے انہیں ہانکا۔ اصل نیکی اُسی کی ہے جس نے ایک دفعہ نصیحت کو سن کر پلے باندھ لیا اور پھراس پر برابر عمل کیا۔ اِسی طرح مَیں نے تبلیغ کی تحریک کی تو ابتداء میں بہت جوش پیدا ہوا مگر تھوڑے عرصہ کے بعد پھر سرد ہوگیا۔ قادیان کے لوگ اس بات کے عادی ہوگئے ہیں کہ جس طرح جانور کے پیچھے کوئی سونٹا لے کر چلتا ہے اِسی طرح ان کے پیچھے کوئی ہانکنے والا ہو۔ اس طرح وہ چلتے جاتے ہیں جونہی ہانکنے والا پیچھے ہٹے وہ بھی ٹھہر جاتے ہیں۔ چاہیئے تھا کہ وہ دوسروں کو جگاتے مگر یہاں کے عوام کیا اور افسر کیا خود محتاج ہیں کہ جس طرح بے ہوش آدمی کے منہ پر پانی کا چھینٹا دیا جاتا ہے اسی طرح ان کو بھی چھینٹا دے کر کوئی ہوش میں لاتا رہے۔ اللہ تعالیٰ ستار ہے اور اس کے بندوں کو بھی ستار ہونا چاہیئے لیکن اگر میں اِسی وقت کہوں کہ جن لوگوں نے اس ہفتہ میں تبلیغ کی ہے' وہ کھڑے ہوجائیں تو تمہاری کتنی پردہ دری ہوگی۔ اور اگر اس تین ہزار کے قریب کے مجمع میں سے صرف ساتھ آٹھ کھڑے ہوں تو تمہاری کتنی ناک کٹے مگر میں ایسا نہیں کرتا۔ یاد رکھو ہر چیز کی ایک حد ہوا کرتی ہے۔ ایمان کی بھی ایک حد ہے اور کفر کی بھی' سُستی کی بھی اور ہوشیاری کی بھی' نیند کی بھی بیداری کی بھی۔ تمہارے سامنے کتنا عظیم الشان کام ہے۔ اس کیلئے بیداری پیدا کرو۔ پہلے اپنے نفسوں کے اندر بیداری پیدا کرو اور پھر دوسروں کے اندر۔ تم نے ڈیڑھ ارب مخلوق کو اسلام میں داخل کرنا ہے۔ ذرا سوچو تو سہی تمہاری

کوششیں کیا اس کے مطابق ہیں؟ پھر ہماری کوششیں کچھ نہیں کرسکتیں جب تک دل پگھل نہ جائیں اور آستانۂ الٰہی پر اس طرح نہ گرجائیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آجائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے تمہیں ہوشیار کرتا ہے۔ کہیں مخالفوں کو مخالفت کا جوش دلاتا ہے' کہیں آپس میں ہی لڑائی جھگڑا ہوجاتا ہے اور اس سے وہ چاہتا ہے کہ تم بیدار ہوجاؤ۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ تمہارے اندر ایمان ہے۔ جب ایمان باقی نہ رہے تو خدا تعالیٰ چھوڑ دیتا ہے اور بیدار نہیں کرتا۔

افعالِ الٰہی شاہد ہیں کہ اِس وقت تک ہمارے اندر کامل ایمان والے باقی ہیں لیکن اس بیداری سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔ تمہارا ایک دوست اُس وقت جبکہ تم سوتے ہو تمہیں آواز دیتا ہے اور تم جاگ اُٹھتے ہو۔ پھر کیا وجہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی آواز سے بیدار نہیں ہوتے۔ ایک ننھے سے بچے کی کس قدر چھوٹی سی آواز ماں کو جگادیتی ہے۔ حالانکہ ماں اور بیٹے سے زیادہ گہرے تعلقات خدا اور بندے کے ہیں۔ پھر جب خدا کہتا ہے کہ اُٹھو تو کیوں تم میں بیداری پیدا نہیں ہوتی اور کیوں تم گھروں سے باہر نہیں نکلتے تاکہ دوسروں کو بیدار کرو۔ اس زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا خدا خود آسمان سے اُترا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل پر اُترا' آپ کے قلم پر اُترا' آپ کی زبان پر اُترا۔ وہ قلم کے ذریعہ سے چِلّایا اور ۲۳ سال تک چِلّاتا رہا۔ رمز میں نہیں بلکہ کھلے الفاظ میں اُس نے کہا کہ دنیا تباہ ہونے والی ہے' اس لئے بیدار ہوجاؤ۔ وہ آپ کی زبان پر نازل ہوا اور کھلے الفاظ میں اُس نے بیدار کیا اور چِلّایا' بادشاہ اور آقا ہونے کے باوجود درد کی آواز سے چِلّایا۔ ایسی درد کی آواز جو دردِ زِہ والی عورت کی آواز سے بھی زیادہ دردناک ہو اور کہا میرے بندو اُٹھو۔ مگر دنیا سوتی رہی اور اس نے کروٹ تک نہ بدلی۔ کئی اُٹھے اور انہوں نے کمریں کس لیں اور اسی حالت میں جانیں دے دیں اور خدا کی رحمت میں داخل ہوگئے۔ کئی ایک نے کمریں کسیں' اب تک بیدار ہیں اور اگر خدا کی رحمت شامل حال رہی تو موت تک بیدار ہی رہیں گے۔ مگر کئی ایک اُٹھے اور تھوڑی دیر کام بھی کیا مگر پھر سوگئے۔ کئی بیدار ہوئے اور مثلاً وضو کیلئے پانی لینے کی غرض سے لوٹا لے کر گھڑے کے پاس گئے۔ گھڑے پر ہاتھ رکھا اور سوگئے۔ کئی ایک نے آنکھیں کھولیں مگر لیٹے پڑے ہیں۔ اور اتنا بھی نہیں جانتے کہ ہم سوتے ہیں یا جاگتے۔ پس جاہل' عالم' امیر' غریب سب اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ پہلے اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو اور پھر دوسروں کے اندر۔

یہ عذاب قیامت کاوقت ہے- یہ مت خیال کرو کہ تمہارے لئے امن ہے- جس قیامت سے بچانے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰ ۃ والسلام آئے تھے' وہ سروں پر ہے- جب تک ہم اپنے لئے خود موت قبول نہ کریں گے اُس وقت تک یہ عذاب نہیں ٹلے گا- وہ عذاب سرپر ہے' اسلئے غلط فہمی میں مبتلا ہوکر سُستی مت کرو- اور یہ خیال نہ کرو کہ اب گرمی ہے' سردیاں آئیں تو تبلیغ کریں گے- اگر سردیوں سے پہلے ہی تم یا وہ لوگ جن کو تم نے تبلیغ کرنی ہے مرگئے تو خدا کو کیا جواب دو گے- خداتعالیٰ نے بندوں کیلئے ہر قسم کی سہولتیں رکھیں ہیں- آج کل دن میں اگر نہیں تو رات کو تبلیغ بہت اچھی ہوسکتی ہے-

پس اس کام کی اہمیت کو سمجھو اور اس کیلئے تیاری کرو تا ظاہری طور پر جو نور تمہیں حاصل ہوا ہے' وہ تمہارے دل میں بھی پیدا ہوجائے- کیونکہ جب تک آنکھوں میں بصارت نہ ہو' باہر کی روشنی کچھ فائدہ نہیں دے سکتی- پس اللہ تعالیٰ نے ظاہر میں جو نور بخشا ہے' اسے دل میں بھی پیدا کرو-

(الفضل ۴ - جون ۱۹۳۳ء)

---

۱؎ الانفال:۳۴　　　۲؎ الضُّحٰی:۱۲　　　۳؎ البقرۃ:۸۶

۴؎ بخاری کتاب الصلوٰۃ باب کراھیۃ الصلوٰۃ فی المقابر